در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۷ | جلد نمبر ۴

یکم اکتوبر ۱۹۹۴ء | ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پریس قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی
(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی
(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی
(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب
(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کاکشال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب
(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری
(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈوکیٹ)

۲۔ ادریس احمد قادری (ایڈوکیٹ)

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی
(اے وی پی نیشنل بنک)

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری
(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری
(وی پی یونائیٹڈ بنک)

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری
(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری
(لائبریرین ہائیر سکنڈری سکول چمکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤ الدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری ۴ حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲۔	نعت شریف	محمد اجمل شہزاد ایم کام	۵
۳۔	جمعیت سادات کا بیسواں ماہانہ اجلاس	سید محمد انور شاہ قادری ایم اے	۶
۴۔	آنحضرت کی شان لولاک	حضرت مولانا محمد اعظم رحمتہ اللہ علیہ	۷
۵۔	در مدح پیرانِ پیر	حضرت علامہ سید نصیر الدین گیلانی نبیرہ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ	۹
۶۔	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی ظلیل الرحمٰن	۱۱
۷۔	کرامات غوث اعظم	سید نور الحسنین قادری گیلانی	۱۷
۸۔	مزاح کی شرعی حیثیت	ڈاکٹر سید زمرد شاہ قادری	۲۰
۹۔	انوار علی المرتضیٰ	مدیر اعلیٰ	۲۵
۱۰۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۲۸
۱۱۔	تبصرہ کتب	سید محمد انور شاہ قادری	۳۰

پندرہ روزہ الحسن پشاور

جلد نمبر ۴ — شمارہ نمبر ۷۴

یکم اکتوبر ۱۹۹۴ء — ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

شذرہ

پریس اور حکومت کے باہمی روابط

مدیر اعلیٰ

ہمارے پیارے وطن مملکت خداداد پاکستان میں پریس اور حکومت کے تعلقات اکثر کشیدہ رہے ہیں کیونکہ صحافی اپنے فرض منصبی اور حب الوطنی کے تقاضوں کے پیش نظر حکومت کی غلطیوں کا احتساب ضروری سمجھتے ہیں جبکہ حکومت وقت اس قسم کے محاسبے کو روکنے کے لئے پریس پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر دیتی ہے جو اختلافات کی خلیج میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ گذشتہ ادوار میں حکومت اور پریس کو قریب لانے اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کچھ کوششیں ہوئیں لیکن ان کا کوئی مثبت نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا۔

بہر حال گذشتہ دنوں موجودہ ارباب اختیار کی طرف سے پریس اور حکومت کے باہمی روابط کو ہم آہنگ کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش ہوئی جس میں حکومت اور اخبارات و جرائد کی چار تنظیموں کے درمیان مذاکرات کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ ایک پریس کونسل قائم کی جائے جس کے دائرہ عمل میں الیکٹرانک میڈیا (ٹی وی، ریڈیو وغیرہ) بھی شامل ہو گا اور اس کے تمام تر معاملات خود صحافی چلائیں گے پریس کو ذمہ دار بنانے کے لئے پریس کونسل خود ہی قانون تجویز کرے گی حکومت اس میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرے گی نیز حکومت نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ۱۹۸۸ء میں جاری کردہ آر پی پی او جو اس وقت معطل ہے اسے دوبارہ بحال کر دیا جائے گا۔ صحافتی حلقوں میں حکومت کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا گیا ہے یقیناً یہ ایک مستحسن فیصلہ اور حکومت کے رویے میں خوش آئند تبدیلی ہے لیکن اس ضمن میں ابھی مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ پریس کونسل کو ایک ایسا ضابطہ اخلاق تجویز کرنا چاہئے جس کے ذریعے حکومت اور پریس دونوں کی کوتاہیوں کا احتساب کیا جا سکے اور حکومت کو بھی اس پر نیک نیتی سے

عمل کرنا چاہیے تاکہ تلخیوں کو دور کر کے ایک نئے خوشگوار باب کا اضافہ کیا جاسکے۔ یادش بخیر اسی طرح کا ایک ضابطہ کار مرحوم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور میں بھی تیار کیا گیا تھا لیکن اس پر عملدر آمد کی نوبت نہیں آسکی تھی۔ امید کی جانی چاہیے کہ موجودہ منتخب حکومت اس دور کی غلطیوں کا اعادہ کرنے سے اپنے آپ کو بچائے گی اور خلوص دل سے پریس اور حکومت کے باہمی روابط کو بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی۔ اور پریس کے ذمہ دار حلقے و تنظیمیں بھی اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتیں گے۔ اگرچہ یہ ایک مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے لیکن اہل صحافت اپنی دانائی، حکمت عملی، خلوص نیت اور اتفاق و اتحاد سے ان مشکلات و پیچیدگیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

----------•:•----------

تربیت

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوز جگر ہے، علم ہے سوز دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادہ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

(اقبال)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد اجمل شہزاد ایم کام

شور عالم میں ہے مجتبیٰ آگئے
مرحبا ! مرحبا ! مصطفیٰ آگئے

عرش تا فرش نوری ہیں پھیلے ہوئے
نور اوّل ہیں صلِّ علیٰ آگئے

تاج رحمت کا سر پہ سجائے ہوئے
کملی والے رسولِ خدا آگئے

بت کدے آج ویران سب ہوگئے
بت ہیں اوندھے پڑے مصطفیٰ آگئے

ظلمتیں چھٹ گئیں کفر سب مٹ گیا
آج دنیا میں شمس الضحیٰ آگئے

شمع توحید کو دینے ابدی حیات
نورِ عالم کی ازلی ضیاء آگئے

مومنوں کے لئے جنتوں کی نوید
رحمتوں کی گھٹا ! مصطفیٰ آگئے

فیض جن کا ہے جاری ازل تا ابد
تا قیامت و نورِ ہدیٰ آگئے

ہے غلاموں کے لب پر درود و سلام
ہر گلی ہے ندا مصطفیٰ آگئے

ناؤ امت کی اب پار لگ جائے گی
ان کے شافع روزِ جزا آگئے

آج شہزاد دامن کو پھیلا کے مانگ
بزم میں آج ہیں بحرِ عطا آگئے

جمعیت سادات کا بیسواں ماہانہ اجلاس

رپورٹ۔ سید محمد انور شاہ قادری ایم اے

جمعیت سادات کا بیسواں ماہانہ اجلاس سید فاروق شاہ بنوری کی صدارت میں آستانہ عالیہ شاہ قبول اولیا۔ پشاور میں ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعتہ المبارک بعد نماز عصر پانچ بجے منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے سید حکیم شاہ صاحب نے ابتداء کی۔ راقم الحروف نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کیا اور نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ جمعیت سادات کے کنوینر جناب سید لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین شاہ قبول اولیا۔ نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پیش فرمائی۔ اجلاس سے صوبائی وزیر جیل خانہ جات سید قمر عباس بخاری، ممبر قومی اسمبلی آغا سید ظفر علی شاہ یوتھ ونگ کے کنوینر سید ماجد علی شاہ گیلانی نے خطاب کیا۔

دیر سے جمعیت سادات کے ایک وفد نے اپنے سرپرست سید دلاور شاہ صاحب کی قیادت میں شمولیت کی، دیر میں جمعیت سادات نے بڑے دلچسپی سے کام شروع کر رکھا ہے اور اس وقت پندرہ سو سادات کرام جمعیت سادات کی رکنیت حاصل کر چکے ہیں۔ دیر سے تشریف لائے ہوئے حضرات سادات کرام میں سے جناب سید دلاور شاہ صاحب، جناب سید مکمل شاہ صاحب اور جناب سید ہاشم شاہ صاحب نے خطاب کیا اور جمعیت سادات کے اکابرین کو دیر کے دورے کی دعوت دی۔ جسے جمعیت سادات کے اکابرین نے قبول کرتے ہوئے ۸ اور ۹ اکتوبر کو دورہ دیر کا پروگرام ترتیب دیا۔ جس پر سادات دیر نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جمعیت سادات کے قائدین کا شکریہ ادا کیا۔ گزشتہ اجلاس سے اب تک فوت ہونے والے سادات کرام کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی نیز سید ظاہر شاہ صاحب کو پی ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر باعزت بحالی پر مبارکباد پیش کی گئی۔ آخر میں سادات کی خدمت میں چائے پیش کی گئی اور آئندہ اجلاس ۲۸۔۱۰۔۹۴ کو آغا سید پھول بادشاہ کی رہائش گاہ شامی روڈ پشاور متصل واپڈا ہاؤس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شانِ لولاک

حضرت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ نعمانیہ میں سرور کونین، رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان لولاک کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

انت الذی لولاک ما خلق امرء
کلا ولا خلق الوری لولاکا

(آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ ذات اقدس ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی)

اے خاتم پیغمبراں ، اے باعث خلق جہاں
اے سرور والانشاں ، اے شاہ لولاک لما
باعث نہ ہوتا تو اگر ، پیدا نہ ہوتا اک بشر
معدوم تھا سب سر بسر جز ذات پاک کبریا

لولاک ما خلق امرء بے شک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام باعث ایجاد عالم ہیں حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مستدرک میں حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرش معلی پر اللہ جل جلالہ کے نام مبارک کے ساتھ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسم پاک لکھا ہوا دیکھا تو عرض کی الٰہی وہ کون ایسا ہے؟ کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے تو حکم ہوا کہ لولا محمد ما خلقتک وہ میرے نزدیک اس قدر عزیز و مکرم ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور ابو الشیخ و حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لولا محمد ما خلقت ادم ولا الجنۃ ولا النار اگر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے تو میں

نہ آدم کو پیدا کرتا نہ بہشت اور نہ دوزخ کو اور اس طرح مسند دیلمی میں بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے " ولا خلق الوری لولاک " اور ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ لولاک ماخلقت الدنیا اگر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا نیز حافظ قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں اس طرح روایت کیا ہے کہ لولاہ لماخلقت سماء ولا ارضا " اگر وہ نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین کو پیدا نہ کرتا پس یوحی غیر متلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم باعث ایجاد عالم ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۴

اور ساتھ ہی امام حجر کا قول نقل تو کیا امام عینی نے فرمایا افسوس ہوا لیکن اس پر عین کا کیا اثر ہوتا اسکا تو بنیادی حجر درست نہ تھا اس نے تو گرنا ہی تھا۔

غرض آنحضرت ایک کامل نمونہ بن کر آئے آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں علمی رہنمائی فرمائی اور اسکے عملی نمونے چھوڑے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کیا آپ مزاح بھی فرماتے تھے فرمایا " ہاں لیکن مخاطب کے محل و مقام اور استعداد کے مطابق ایسا فرماتے تھے "۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی الہ عنہ نے فرمایا کہ آپؐ مزاح بھی فرماتے تھے لیکن مزاح میں بھی حق کے سوا کچھ نہیں فرماتے۔

آپ کے مزاح میں شگفتگی بدرجہ اتم موجود تھی لیکن دلآزاری کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا اسلئے آپ متبسم رہتے اور زیر لب مسکراہٹ فرماتے آپؐ کھکھلا کر زندگی بھر نہ ہنسے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ہر قول و فعل کو حضور" کے تابع بنائے آمین ثمہ آمین وبجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

در مدح

جگر بند حسین وحسن گل گلزار بتول ورسول بصر حیدر کرار

پیران پیر غوث اعظم دستگیر

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی نور اللہ صریحہ

شاعر بے بدل حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ نصیر گیلانی مد ظلہ العالی

نبیرہ اعلی حضرت گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ

اک اک ولی رہین کرم غوث پاک کا
ہے ان کی گردنوں پہ قدم غوث پاک کا

منکر نکیر کا ہمیں خدشہ ذرا نہیں
دیں گے حوالے قبر میں ہم غوث پاک کا

جو کچھ بھی مانگنا ہے تمہیں آج مانگ لو
کھلتا ہے آج باب کرم غوث پاک کا

امت کے حق میں ان کی سفارش نجات ہے
کرتے ہیں پاس، شاہ امم غوث پاک کا

معراج اس کی رفعت کون ومکان نہیں
ہو گا بلند اور علم غوث پاک کا

مجھ کو نہیں ہے نقش سلیمان کی آرزو
ہے لوح دل پہ نقش قدم غوث پاک کا

مل جائے مغفرت کی سند بالیقیں اسے
چل جائے جس کے حق میں قلم غوث پاک کا

موقوف صرف نوع بشر پر نہیں یہ بات
بھرتے ہیں اہل قدس بھی دم غوث پاک کا

کچھ غم نہیں مجھے جو زمانہ خلاف ہے
ہے میرے سر پہ دست کرم غوث پاک کا

طے ہو نصیر جادہ ہستی کا یوں سفر
پے رو رہوں قدم بہ قدم غوث پاک کا

رومی

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک
ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک
گسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تو ہے نغمہ رومی سے بے نیاز اب تک

(اقبال)

استفتاء مع الجواب

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب قادری نقشبندی گگوزئی پشاور

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین مندرجہ ذیل مسئلوں میں،

(۱) نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں ....

(۲) میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے روح کیلئے ایصال ثواب بذریعہ صدقہ و خیرات شرعاً جائز ہے یا ممنوع ہے مہربانی فرما کر موافق مذہب حنفی جواب بحوالہ کتب ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ بینوا توجروا۔

فضل سبحان و اعظم خان ساکنان دامان ہند کی ضلع پشاور ۹۴-۲-۱

الجواب

واضح ہو کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز جنازہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ مذہب حنفی میں سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھنا جائز نہیں ... غیر مقلد وھابی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں .. انکے پاس بخاری شریف باب قرءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ میں بطور دلیل ایک حدیث شریف ہے جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ یہ ہے (عن طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ قال صلیت خلف ابن عباس رضی اللہ عنہ علی جنازۃ فقرء بفاتحۃ الکتاب فقال لیتعلموا انہا سنۃ۔ ص ۱۷۸ بخاری جلد ۱.

ترجمہ:- روایت ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی پھر فرمایا میں نے اسلئے ایسا کیا کہ تم جان لو کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے علماؤں کے اندر اس حدیث شریف میں بکثرت اختلاف ہے اسی حدیث شریف کے

حاشیہ نمبر ۳ پر بخاری شریف کو ملاحظہ فرماویں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے بلاد میں کوئی بھی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا ہے امام طحاوی نے اسی حاشیہ نمبر ۳ میں فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے اگر کسی نے فاتحہ جنازہ میں پڑھی ہو تو دعا کیلئے پڑھی ہوگی نہ کہ قرات اور تلاوت کی نیت سے۔

یہی حدیث شریف مشکوۃ شریف نے بھی ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل کی ہے

دعن بن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء علی جنازۃ بفاتحۃ الکتاب رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔

صفحہ ۱۴۶ باب المشی بالجنازۃ مشکوۃ جلد ۱ مشکوۃ شریف میں اسی حدیث شریف کے حاشیہ نمبر ۲ پر تحریر ہے قال ابن الملک وبہ قال الشافعی قلت مع عدم تعیین دلالتہ علی ان القرئۃ القترہ اکانت علی المیت اوفی الصلوۃ علیہ اوبعدای تکبیرۃ من تکبیر الشھاو الحدیث لا یصح الاستدلال بہ مرقات

ترجمہ:۔ فرمایا ابن الملک نے کہا اس حدیث کو امام شافعی نے اپنے لئے دلیل بنایا ہے لہذا شافعی مذہب ماننے والے لوگ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

ابن الملک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف قرآت فاتحہ کو جنازہ میں متعین نہیں کرتی کیونکہ یہ پتہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ کو میت کیلئے ایصال و ثواب کے طور پر پڑھی تھی یا کہ قرآت نماز میں پڑھی تھی اور اگر نماز میں پڑھی تھی تو کونسی تکبیر کے بعد پڑھی تھی ان وجوہات اور ابہام کی بناء پر ابن الملک فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کیلئے اس حدیث شریف سے استدال پکڑنا صحیح نہیں ہے حاشیہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۴۶ مشکوۃ جلد نمبر ۱

مشکوۃ المصابیح کی شرح مرآۃ المناجیح جلد دوم میں اسی حدیث شریف کے حاشیہ نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی بناء پر لوگ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ ہرگز

ثابت نہیں ہو سکتا ہے مرآۃ المناجیح صفحہ نمبر ۴۶۹ حاشیہ نمبر ۳

الغرض سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھنا مذہب حنفی کے خلاف ہے بلکہ خلاف سنت بھی ہے اسلئے کہ اسکا ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور قرآت پڑھی ہو جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا۔

پس حنفی مذہب ماننے والے کیلئے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بالکل ناجائز ہے اور شافعیؒ مذہب ماننے والے یا غیر مقلد وھابی کیلئے پڑھنا جائز ہے کہ وہ مذہب نہیں مانتے۔

(۲) تمام صحابہ کرام تابعین حضرت آئمہ مذاہب اور جمہور علماء امت کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ مردہ کے روح کیلئے صدقہ خیرات بطور ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور مردہ کیلئے بہت زیادہ نفع مند ہے۔

اس ضمن میں ایک حدیث شریف پیش کی جا سکتی ہے، بطور دلیل جس کو ابو داؤد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔

وعن عاصم بن كليب عن ابيه عن ر .ل من الانصار قال ر .نامع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى .نازة فرآت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو على القبر يو ى الحاضر يقول اوسع من قبل ر .لميه الخ بطوله۔

ترجمہ:۔ ابو داؤد اور بیہقی نے اس حدیث شریف کو عاصم بن کلیب نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ پڑھنے گئے پس دیکھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے اور قبر کھودنے والا کو ہدایات دے رہے تھے پس تدفین میت کے بعد جب ہم لوگ واپس ہوتے تو راستہ میں مردہ کی بیوی نے آدمی کھڑا کیا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سب کو کھانا کھانے کیلئے بلا رہی تھی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ حضرات گئے پس کھانا لایا گیا لوگوں نے کھانا شروع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ منہ میں ادھر سے ادھر پھر رہے تھے پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ پھر اس عورت کو پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے بکری نقیع میں نہیں ملی تو میں نے

اپنے پڑوسی کے گھر آدمی بھیجا بکری خریدنے کیلئے کیونکہ اسکے گھر میں بکری تھی تو پڑوسی بھی نہ ملا پھر میں نے پڑوسی کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا کہ بکری مجھے دے دو اور جو قیمت ہوگی تمہارے شوہر کو ادا کر دونگی تو اس نے بکری بھیج دی تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس علت کی وجہ سے وہ کھانا نہ کھایا کیونکہ بکری بغیر قیمت اور بغیر اجازت مالک ذبح ہوئی تھی۔ بہر حال اس حدیث شریف سے یہ پورے طور پر ثابت ہوا کہ مردہ کے دفن کے بعد لوگوں کو کھانا کھلانا بالکل صحیح اور جائز ہے۔

اگر مردہ کے گھر میں کھانا پکانا اور لوگوں کو کھلانا ناجائز ہوتا جیسے کہ آجکل وحابیوں کا مسلک ہے تو کیا نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام صحابہ کرام نے ناجائز کام کیا دوسری اہم بات اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوئی کہ مردہ کے پیچھے صدقہ خیرات پہلے ہی دن کرنا افضل ہے۔ کبیری ص ۵۶۳۔

نوٹ:۔ اس حدیث شریف کا پورا متن بوجہ طوالت تحریر نہیں کیا گیا۔

اس حدیث شریف کو مشکوۃ شریف باب فی المعجزات جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۵۴۴ پر آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

تنبیہ:۔ اس حدیث شریف کے حاشیہ نمبر ا میں تحریر ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ پہلے روز کھانا پکا کر لوگوں کو کھلانا بالکل جائز ہے بلکہ سات دنوں تک بلا ناغہ اسیطرح فاوٰی بزازیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اور وہ کھانا جو مردہ کے گھر میں کھانا مکروہ یا بدعت ہے تو وہ ضیافت ہے فافہم ۱۲ جیسا کہ خلاصۃ الفتاوٰی میں ہے انہ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلثۃ ایام و کذا قال ابن الہمامؒ۔

ترجمہ:۔ یعنی مباح نہیں ضیافت کرنا مردہ کے گھر والوں کو لوگوں کیلئے تین دن تک اور یہی صحیح ہے (حاشیہ نمبر ا صفحہ ۵۴۴ جلد ا مشکوۃ)

وقال المحدث الدہلوی والمستحب ان تصدق عن المیت بعد ذھابہ من الدنیا الی سبعۃ ایام والتصدق الی سبعۃ ایام ینفع بلا خلاف بین اہل العلم وورد فی ذالک الا احادیث الصحیحہ اشعۃ اللمعات جلد

نمبر ۱۰ صفحہ ۶۳۳

ترجمہ:- مستحب ہے کہ میت کے پیچھے صدقہ کرنا جب وہ دنیا سے رحلت کر لے سات دن تک اور صدقہ کرنا میت کیلئے سات دن تک میت کو نفع دیتا ہے کوئی اختلاف نہیں اس مسئلہ میں علماؤں کے درمیان کیونکہ اس بارے میں بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہیں کذافی البصائر ۱۴۰۔

ودر فتاوی برھنہ منقول است - ومستحب است تصدق بر و ہفت روز اگر نماز یا روزہ یا اعتاق یا عباد نے دیگر کند تا ثواب او بمیت رسد رواست و میرسد و در مطالع گفتہ سنت است کہ قبل از مضی شب اول تصدق کند - فتاوی برھنہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۶۳

ترجمہ:- فتاوی برھنہ جو حنفی مذہب کا معتبر فتاوی ہے اسمیں منقول ہے کہ میت کیلئے سات دن تک صدقہ کرنا مستحب ہے اگر نفل نماز یا روزہ یا اور کوئی عبادت کر کے اسکا ثواب میت کو بخشے تو یہ جائز ہے اور میت کو ثواب پہونچتا ہے۔

اسی فتاوی میں آگے ہے کہ مطالع میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ میت کیلئے پہلی رات گزرنے سے پہلے صدقہ دے تاکہ قبر کی سختیاں میت پر اللہ تعالی آسان کر دے!

نزہتہ المجالس نے مطالع الانوار سے نقل کیا ہے وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یاتی علی المیت اشد من اللیلۃ الاولی فار حموا موتا کم بالصدقۃ فمن لم یبعد فلیصل رکعتین یقرء فیھما فاتحہ الکتاب و آیتہ الکرسی والھاکم التکاثر وقل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ویھب الی المیت فیبعث اللہ من ساعتہ الی قبرہ الف ملک مع کل ملک نور وھدیتہ یونسہ فی قبرہ الی ان ینفخ فی الصور - نزہتہ المجالس جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۶

ترجمہ:- نزہتہ المجالس نے مطالع الانوار سے نقل کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر پہلی رات سے زیادہ سخت رات پھر کبھی نہیں آتی پس تم اپنے مردوں پر رحم کرو صدقہ سے یعنی مردوں کے پیچھے صدقہ کرو پس جسکو صدقہ کرنے کی توفیق نہیں تو وہ دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور آیتہ الکرسی اور الھاکم التکاثر اور قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ اور ثواب اس نماز کا مردہ کی روح پر بخشدے

تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس مردہ کی قبر میں ایک ہزار فرشتے بھیج دیگا ہر ایک کے پاس نور اور ہدیہ ہو گا یہ فرشتے مردہ کے پاس قبر میں رہینگے یہاں تک کہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونک دے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے (بشریٰ الکئیب) میں مردہ کیلئے صدقہ کرنے کے بارے میں احمد اور ابو نعیم کی دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے جو معتمد امام اور تفسیر جلالین شریف کے مصنف ہیں منقول ہے شرح الصدور میں وکذلک الصدقۃ لوصولہا الی المیت باتفاق الائمۃ ومنہا اطعام الطعام للفقراء

ترجمہ:۔ اور اسیطرح صدقہ کرنا چاہئے میت کیلئے کیونکہ احیاء کی طرف سے صدقہ میت کو پہونچتا ہے علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے اور صدقات میں سے بعض قسم یہ ہے کہ کھانا پکا کر فقراء و مساکین کو کھلایا جائے (جیسا کہ ہمارے دیار میں مروج ہے) المجیب مشارق الانوار جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۷۔

میت کیلئے جواز صدقہ کے بارے میں لا تعداد کتابوں سے عبارات اور حوالے تحریر کئے جاسکتے ہیں لیکن بوجہ خوف طوالت مضمون اختصار سے کام لیا جارہا ہے علاوہ یہ کہ عقلمند کیلئے تو اشارہ کافی ہوتا ہے اور جاہل ہٹ دھرم کیلئے انبار کتب بھی بے سود ہوتا ہے پھر بھی اگر کسی کی خواہش ہو تو مندرجہ ذیل کتب مذہب کا مطالعہ کر سکتا ہے اسلئے کہ ان تمام کتب میں صدقہ کا جواز اور استحباب میت کیلئے موجود ہے۔

کتابیں:۔ نووی جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۲۴۔ فتح الملہم جلد ۳ صفحہ ۳۸۔ شرح النقایہ صفحہ ۵۰۲۔ جامع الرموز صفحہ ۱۹۰۔ عینی صفحہ ۲۸۸۔ از حلبی۔ عالمگیری۔ شامی۔ جلد ۱ صفحہ ۶۲۶۔ البحر ۲۶۲۔ طحاوی و مراقی الفلاح صفحہ ۱۱۷۔ کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۶۔ اللمعات صفحہ ۱۶۲۔ نبراس شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۹۔ ہذا منذی من الکتاب واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔

سید نور الحسنین قادری گیلانی

1 مرغی کو زندہ کرنا۔

ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ کا بے حد عقیدت مند ہے میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے لئے اپنے حقوق کو معاف کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر راہ حق کی تعلیم دیں۔ آپ نے قبول فرمایا اور اس کو مجاہدے اور ریاضت پر لگا دیا تاکہ طریق سلوک طے کر کے کمال کو پہنچے، کچھ عرصے کے بعد وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بھوک اور شب بیداری کے سبب لڑکے کا رنگ زرد ہو رہا ہے اور سوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر وہ جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں مرغی کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں جو آپ نے ابھی تناول فرمائی تھیں اس عورت نے کہا اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بیٹے کو سوکھی روٹی کھلا رہے ہیں پس آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا تو وہ مرغی زندہ اور صحیح سالم اٹھ کھڑی ہوئی تب حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرا بیٹا مجاہدے اور ریاضت کے اس درجے تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے پھر اسے کوئی ضرر نہ ہوگا اور نہ روحانی ترقی میں رکاوٹ ہوگی۔

2 سات فرزند عطا فرمانا۔

ایک مرتبہ ایک عورت حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے مراقبہ فرما کر لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو پتہ چلا کہ اس عورت کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی پھر آپ نے بارگاہ الٰہی میں دو بیٹوں کے لئے دعا کی بارگاہ الٰہی سے ندا آئی کہ اس کے لئے تو لوح محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں

لکھا ہوا آپ نے دو بیٹوں کا سوال کر دیا پھر آپ نے تین بیٹوں کا سوال کیا تو پہلے جیسا جواب ملا، پھر آپ نے چار بیٹوں کے لئے سوال کر دیا پھر بھی وہی جواب ملا پھر آپ نے پانچ بیٹوں کا سوال کیا مگر وہی جواب ملا پھر آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کر دیا تو پھر وہی جواب ملا پھر آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا تو ندا آئی اے غوث! اتنا ہی کافی ہے اور یہ بھی بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔

صبا بگن ادب گو تو غوث اعظم را
خدا سپرده به تو کار هر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری زخاطر ناشادا محنت و غم را

(شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ)

3 مادر زاد نابینا کو نور بینائی عطا فرمانا۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی آیا اور کہنے لگا حضور آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں شرف قبولیت عطا فرمائیں آپ نے دعوت قبول فرمائی اور حسب وعدہ ابو غالب کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں بغداد کے بے شمار علماء اور مشائخ موجود تھے ابو غالب نے نے دستر خوان بچھایا اور قسم قسم کے کھانے رکھے اور ایک بہت بڑا مٹکا بھی ساتھ لا کر رکھ دیا، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سر جھکائے تشریف فرما تھے۔ آپ کی عظمت و ہیبت سے تمام محفل پر بھی سکوت طاری تھا۔ آپ نے شیخ علی کو اشارہ فرمایا کہ اس مٹکے کو لا کر اسے میرے پاس رکھ دو جب مٹکا لایا گیا تو آپ نے اسے کھولنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب دیکھا تو اس میں ایک مفلوج الحال مادر زاد نابینا لڑکا تھا آپ نے لڑکے سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا۔ اسی وقت لڑکا بینا اور تندرست ہو کر دوڑنے لگا یہ دیکھ کر تمام حاضرین عالم اضطراب میں ڈوب گئے اور چاروں طرف اس کا شور

برپا ہو گیا یہ دیکھ کر آپ کھانا کھائے بغیر واپس تشریف لے آئے۔

درد مندم ہمہ اسباب شفا مفقود است   کرم تست دوا حضرت غوث الثقلین

(قطب الدین بختیار کاکی)

4 محب غوث اعظم آگ سے محفوظ:-

میاں عظمت اللہ قاضی عماد بن میاں نظام محمد شاہ بن محمد قدوۃ العلماء والعارفین وجیہہ الحق والدین العلوی فرماتے ہیں کہ شہر برہان پور (بھارت) میں ایک مالدار آتش پرست ہندو رہتا تھا جس کا گھر ہمارے گھر کے متصل تھا مگر حضرت محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہت معتقد تھا خود کو حضرت کا مرید سمجھتا تھا، ہر سال قسم قسم کے کھانے پکا کر علماء و فقراء کو کھلاتا اور مشعلوں کو روشن کرتا، مجلس کو طرح طرح کی زینتوں اور خوشبوؤں سے مزین و معطر کرتا یہ سب کچھ آپ سے عقیدت و محبت کی بناء پر کرتا تھا جب وہ فوت ہوا تو ہندوؤں نے مرگھٹ میں بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ان پر گھی ڈالا اور اس کو لکڑیوں میں رکھ کر آگ لگا دی، قدرت خداوندی کی مہربانی سے آگ نے اس کا ایک بال بھی نہ جلایا جب ہندوؤں نے یہ دیکھا تو آپس میں طرح طرح کے مشورے کرنے لگے آخر اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسے چلتے پانی میں پھینک دیا جائے چنانچہ جب اسے پانی میں ڈال دیا تو حضور سیدنا غوث اعظم نے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا کہ فلاں ہندو میرا روحانی فرزند ہے جس کا نام اولیاء رحمٰن کے نزدیک سعد اللہ ہے اسے غسل دے اس کی تجہیز و تکفین کر کے خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تیرے مریدوں کو میں دنیا و آخرت کی آگ سے محفوظ رکھوں گا اور ان کا دنیا میں بھی خاتمہ بالخیر کروں گا۔

اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

مزاح کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر سید زمرد شاہ
ایل،ایل،بی / ڈی،ایچ،ایم،ایس

عربی کا مقولہ ہے "ایمانی حدود کے اندر رہ کر مؤمنوں کا مزاح بھی عبادت ہے"۔
حدود شرعیہ کے اندر رہ کر ہنسی مزاح انسانی کلام کے لئے نمک کی حیثیت رکھتا ہے جیسے کہا گیا ہے "انسانی فطرت حزن و مسرت سے مرکب ہے۔ اس لئے متانت کے ساتھ مسکراہٹ بھی اسکا لازمہ ہے "لطیف اور پاکیزہ مزاح، شگفتگی اور شائستہ مزاجی انسانوں کی دنیا میں بڑے پسندیدہ اوصاف ہیں۔

مزاح اور تمسخر میں فرق :- خوش مزاجی اور ظرافت خداداد صلاحیتیں ہیں لیکن ضروری ہے کہ بغیر ایذاء کے ہوں اگر مزاح میں ایذا رسانی ہو تو یہ تمسخر ہو جائے گا۔ مزاح کا مقصد تعمیر ہے تخریب نہیں۔ طمانیت ہے دل آزاری نہیں۔۔ تبسم ہے اور پھکڑپن نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے "عیب نہ لگاؤ، برا نام نہ رکھو (الحجرات) پھبتی، طنز، تضحیک سے منع فرمایا۔ فرمایا جس نے کسی پر پھبتی اڑائی اسکی بھی اڑائی جائے گی"
قرآن نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔
ترجمہ :- "اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں" خود جناب فخر کل جہان، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" ترجمہ :- "بے شک میں اخلاق عالیہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں"
حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم انسانیت تھے۔ آپ اخلاق عالیہ سکھانے والے کامیاب ترین معلم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں مزاح کا وصف بھی تھا لیکن آپ کا مزاح لطیف ترین صداقت پر مبنی تھا۔ آپ کے مزاح میں بھی متانت کا پہلو تھا۔ اسلئے آپ

ساری زندگی کھلکھلا کر یا قہقہہ مار کر نہ ہنسے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں آپ کی شگفتہ مذاجی کے پاکیزہ نمونے پڑھ کر لبوں سے زیادہ دل مسکراتا ہے۔

بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شائستہ مزاح پیدا کرنا آپ کی تبلیغی اور دینی ضرورت بھی تھی ورنہ آپ کے قدرتی رعب وجلال کی وجہ سے حاضرین کا آپ کے قریب رہنا مشکل ہو جاتا۔ آپ کے ساتھ مصالح خلق وابستہ تھے غرض آپ کا مزاح دنیا میں ایک مثالی نمونہ ہے جس سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی۔ اسکے ساتھ ہی آپ افصح العرب تھے۔ آپ کا ہر ارشاد مبارک فصاحت و بلاغت کی بے پایاں کیفیتوں کا امین ہے جو دلوں میں گدگدی پیدا کر کے طمانیت عطا کرتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح کے چند نمونے

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی عرض کیا کہ میرے لئے جنت عطا فرمائیں (سبحان اللہ)
آپ نے فرمایا "بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی" یہ سن کر وہ عورت سخت پریشان ہوئی اس پر تو نے فرمایا کہ تو نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ "اللہ تعالیٰ ان کو جوان کر کے جنت میں داخل کرینگے" یہ سن کر بوڑھی عورت بہت خوش ہوئی۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دربار نبوت میں حاضر ہوا اور گزارش کی کہ مجھے سواری عنایت فرمادیں آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کا بچہ دے سکتا ہوں اس شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کرونگا (بچہ تو سواری کے کام نہیں آتا) آپ نے فرمایا اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے یعنی ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

(۳) ایک غزوہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف سازش تیار کی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سن رہے

تھے انہوں نے آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلایا تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے سازش نہیں بنائی لوگوں نے بھی کہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے صحیح نہ سنا ہو گا لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم کی تصدیق میں قرآن اترا (المنافقون نمبر ۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا کان پکڑ لیا اور فرمایا "لڑکے کا کان سچا تھا" یعنی لڑکے نے صحیح سنا تھا۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا "اے دو کانوں والے" حالانکہ سبھی کے دو کان ہوتے ہیں۔

آپ کا مزاح بڑا لطیف تھا۔ شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کان نسبتاً بڑے ہوں یا آپ رضی اللہ عنہ کی سماعت بڑی اچھی ہو گی کہ باریک بات بھی سن لیتے ہوں گے۔

(۵) ایک دفعہ ایک عورت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اسکے شوہر کے بارے میں پوچھا تو اس نے اپنے شوہر کا نام بتایا۔ آپ نے فرمایا "وہی جسکی آنکھوں میں سفیدی ہے؟ (حالانکہ سفیدی ہر ایک کی آنکھ میں ہوتی ہے) وہ عورت گھر پہنچی تو اپنے شوہر کی آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگی خاوند نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا۔ اس نے بیان کیا تو شوہر کہنے لگے کہ میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں؟ (یعنی زیادہ ہے) جسکی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا۔

(۶) ہجرت کی رات جب آپ اپنے دولت کدہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے روٹی تیار کی لیکن باندھنے کے لئے جلدی میں کوئی کپڑا نہیں ملا تو اپنا کمر بند کھولا اور اسکے دو حصے کئے آدھے میں روٹی باندھی اور ادھا پھر کمر سے باندھ لیا آپ نے فرمایا "تو تو دو پٹوں والی ہے"

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبدالرحمن تھا ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ وہ بلی سے کھیل رہے ہیں فرمایا، اے بلیوں کے باپ! "یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ پھر اسی نام سے مشہور

ہوتے اور خود بھی اسی نام کو پسند فرمایا۔

(۸) ایک صحابی رضی اللہ عنہ۔ بہت سا سامان اٹھاتے چل رہے تھے۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا یہ تو سفینہ ہے " اسکے بعد اس صحابی رضی اللہ عنہ کا نام ہی سفینہ پڑگیا اور وہ اسی نام کو پسند فرماتے تھے۔

(۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دن زمین پر لیٹے تھے سوتے میں رخسار پر مٹی لگ گئی آپ نے دیکھا تو فرمایا " قم یا ابا تراب " یعنی اے مٹی کے باپ کھڑا ہو جا۔

(۱۰) ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ دفعہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے ہمارے کنوئیں سے پانی منہ مبارک میں لیا اور میں بچہ تھا میرے منہ پر پھونک ماری۔

(۱۱) حضرت حسین علیہ السلام نے ایک دن اونٹ پر سواری کی خواہش کی آپ نے فرمایا میں تیری سواری کو تیار ہوں اور انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور حجرے کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لے گئے حضرت حسین بچے تھے انہوں نے فرمایا کہ اونٹ کی مہار بھی ہوتی ہے آپ نے اپنے بال مبارک انکے ہاتھ میں پکڑوا دیئے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لاتے فرمایا تمہیں سواری خوب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا " سواری بھی خوب ہے "

(۱۲) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے آپ نے پوچھا تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے! وہ سوچ میں پڑگیا آپ نے فرمایا تمہاری ماں ہی تو ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی کبھی کبھی حضورؐ سے شگفتہ مزاجی سے کلام فرمالیا کرتے تھے

(۱۳) غزوہ تبوک کے موقع پر آپ " ایک چھوٹے سے خیمے میں تشریف فرما تھے کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اشجعی تشریف لاتے اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا! اندر آجاؤ۔ عرض کی کہ میں پورا ہی خیمے میں داخل ہو جاؤں یعنی اتنے چھوٹے سے خیمے میں آپ تشریف فرما

ہیں کہ آسمیں دو آدمی کیسے سما سکیں گے۔

(۱۴) اسی طرح ایک روز آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے کھجور کھا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے آپ سب گھٹلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیتے تھے آپ نے مزاحاً فرمایا کہ گھٹلیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ علی رضی اللنہ عنہ کتنی زیادہ کھجوریں کھا گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستگی سے عرض کیا سب سے زیادہ کھجوریں تو انہوں نے کھائی ہیں جو گھٹلیوں سمیت کھا گئے۔

(۱۵) ایک موقع پر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوتے آپ کے سامنے کھجوریں پڑی تھیں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے آپ نے فرمایا آنکھ دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو عرض کرنے لگے حضور دوسری آنکھ سے کھاتا ہوں وہ ٹھیک ہے آپ مسکرا دیئے۔

•

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی آپس میں شگفتہ مزاجی سے پیش آتے تھے

ایک دن شیخین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اکٹھے جا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ پست قد تھے اور درمیان میں بھی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ ہم میں سے ایسے ہیں جیسے "لنا" میں "نون"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا "میں ہوں تو تم بھی ہو میں نہیں تو تم بھی نہیں یعنی "لنا" سے "نون" نکال دو تو "لا" وہ بات ہے جسکا معنی ہے "کچھ نہیں"

بزرگوں کی مزاح:۔ امام عینی اور امام حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہما ایک زمانے میں گزرے ہیں ہمعصر تھے اور بڑے صاحب درس تھے ایک دفعہ بغداد میں ایک مینار گر گیا امام حجر عسقلانی نے مزاحاً فرمایا کہ اس پر عین کا اثر ہو گیا ہے یعنی نظر لگ گئی ہے طلباء نے دوسرے وقت مینار گرنے کا ذکر امام عینی سے کیا

بقیہ صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ما انا ادخلتہ و اخرجتکم بل اللہ ادخلہ و اخرجکم

اس حدیث شریف میں اس بات کا ذکر ہے کہ میں نے اپنی طرف سے اس (یعنی حضرت علی) کو (یہاں پر) داخل کیا اور نہ تم کو (یہاں سے) نکالا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے (یہاں پر) داخل کیا اور تمہیں (یہاں سے) نکالا۔

حدیث ۳۹ / ۱۔ قرات علی محمد (۱) بن سلیمان عن ابن (۲) عیینتہ عن عمرو (۳) بن دینار عن ابی جعفر محمد (۴) بن علی عن ابراہیم (۵) بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ (۶) ولم یقل مرۃ عن ابیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ قوم جلوس فدخل علی فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالو واللہ انما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم۔

ترجمہ:۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دوسری جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ پس (جناب) علی (المرتضیٰ) تشریف لائے۔ جب (حضرت) علی تشریف لائے تو سب لوگ باہر چلے گئے۔ جب وہ لوگ باہر نکلے تو آپس میں اس بات پر ملامت کرنے لگے۔ اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نکالا ہے اور علی کو داخل کیا ہے پھر وہ سب لوٹ آئے۔ تو حضور صلی اللہ علہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی

قسم! نہ تو میں نے از خود اسے داخل کیا اور نہ ہی میں نے از خود تمہیں نکالا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے داخل کیا اور تمہیں نکالا۔

حل لغت:۔ تلاوموا۔ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرتے۔ یہ لوم سے ہے۔ جس کے معنی ملامت کرنا ہے۔

تشریح:۔ ارشاد ہے۔ "جب (حضرت) علی تشریف لائے تو سب لوگ باہر نکلے"۔ یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو باہر چلے جانے کو کہا۔ چنانچہ سب باہر چلے گئے۔ ارشاد ہے۔ "اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نکالا ہے اور علی کو داخل کیا ہے"۔ گویا علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں ہمیں حقیر جانا ہے یا ازروئے مرتبہ کے کمتر سمجھا ہے یا ان کی عزت ہم لوگوں سے زیادہ کی ہے۔ ارشاد ہے۔ "پھر وہ سب لوٹ آئے" یعنی جس وقت حضرت علی رخصت ہو گئے تو پھر ان سب کو بلا لیا گیا ارشاد ہے۔ "بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے داخل کیا اور تمہیں نکالا"۔ یعنی اے لوگو! تم کو ناراض یا خفا نہیں ہونا چاہئے یہ جو کچھ ہوا ہے میں نے از خود نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عزت اور قدر و منزلت تم سے زیادہ ہو۔ قال ابو عبدالرحمٰن ھذا اولیٰ بالصواب۔

اسماء الرجال

حدیث ۳۹ / ۱

نمبر ۱۔ محمد بن سلیمان بن حبیب الاسدی ابو جعفر العلاف الکوفی ثم المصیصی لقبہ لوین۔ قال البلاذری سمعت ابن جریر یقول انما لقب بلوین لانہ کان یبیع الدواب فیقول ھذا الفرس لہ لوین ھذا الفرس لہ قدید فلقب بلوین وقال محمد بن القاسم الازدی قال لوین لقبتنی امی لوینا وقد غبت وقال ابن ابی حاتم عن ابیہ صالح صدوق قیل لہ ثقۃ فقال صالح الحدیث (التہذیب ۹ / ۱۹۹) لوین بالتصغیر ثقۃ من العاشرۃ مات سنۃ خمس اوست واربعین وقد جاوز المائۃ (التقریب، ۲۹۹ / ۳۰۰)

نمبر ۲ سفیان بن عینیۃ بن ابی عمران میمون الہلالی ابو محمد الکوفی ثم المکی ثقۃ حافظ فقیۃ امام حجۃ الا انہ تغیر حفظہ باٰخرہ وکان ربما دلس لکن عن الثقیات من رؤس الطبقۃ الثامنۃ وکان اثبت الناس فی عمرو بن دینار مات فی رجب سنۃ ثمان وتسعین ولہ احدی وتسعون سنۃ (التقریب ۱۲۸ / ۱۲۹) روی عن عبدالملک بن عمیر وابی اسحاق السبیعی وزیاد بن علاقۃ والاسود بن قیس وابان بن تغلب ..... واسرائیل ابی موسیٰ واسمٰعیل بن ابی خالد ... عبداللہ بن الاصم وعمرو بن دینار و الزہری ... وخلق لا یحصون۔ وعنہ الاعمش وابن جریج وشعبۃ والثوری ... ومحمد بن عاصم الاصبہانی وطرائف کثیرون۔ (التہذیب ج ۴ / ۱۸۸ / ۱۱۹)

نمبر ۳ عمرو بن دینار آپکی کنیت ابو محمد الاثرم الجمحی ہے۔ ثقہ، ثبت اور طبقہ رابعہ سے ہے ۱۲۶ھ میں وفات پائی۔ (تقریب: ص ۲۵۹)

نمبر ۴ ابی جعفر محمد بن علی۔ آپ کا نام محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ ابو جعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔ ثقہ ہے۔ فاضل ہے طبقہ رابعہ سے ہے آپ کا سن وصال ۱۱۴ تا ۱۱۸ھ کے درمیان ہے

نمبر ۵ ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص۔ یہ ثقہ ہے اور طبقہ الثالثہ سے ہے ۱۰۰ھ کے بعد وفات پائی (تقریب: ص ۲۰

نمبر ۶ ابیہ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث نمبر ۸۔۶

اللہ رے تاثیر تو لائے مدینہ ہر داغ جگر ہے گل صحرائے مدینہ

دل جب سے بنا والہ و شیدائے مدینہ کہتا ہے مرا ہر بن موہائے مدینہ

غلماں ہیں غلاماں تو پرستار ہیں حوریں

جنت کا سراپا ہے سراپائے مدینہ

گذشتہ سے پیوستہ

سیر السلوک الٰی ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور البتہ بعض سالکوں کو ان اشیاء میں سے کوئی شے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ ہیں کرامت، کشف، مخلوق کی ان کے ساتھ محبت و رغبت اور خرق عادات (ایسے امور کا ظہور جو عقلاً ثابت نہ ہوں) یہ بات اس (سالک) کے خالق کی طرف راغب ہونے اور ان اشیاء کے ساتھ بے رغبتی کی تصدیق کرتی ہے۔ پس یہ آزمائش، محنت اور مقام کمال کی طرف ترقی پانے کے وقوف (ٹھہراؤ) سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ سالک جو ہدایت پر ہو اور اسے کسی قسم کا کشف ہو جائے تو یہ اسے درجہ کمال تک پہنچنے سے منقطع کر دیتا ہے۔

راہ سلوک میں سالک کے لئے سب سے بڑا بزرگی کا حامل مقام یہ ہے کہ اس کے اوصاف مذمومہ (برے اعمال) اپنے مالک کے اوصاف حمیدہ سے بدل جاتے ہیں اور وہ افعال ذمیمہ کو دور کر کے افعال حسنہ سے متصف ہو کر تباہی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ راہ سلوک اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شہنشاہوں کے شہنشاہ تک رسائی حاصل کی جائے اور یہ (مقدس مقام) اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مذکورہ ستر (۷۰) حجابات دور نہ کئے جائیں نیز عبد (بندے) کی اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ (اطاعت و بندگی) کی جو نسبت ہے اس مناسبت کا نہ ہونا حقیقت میں حجاب (پردہ) ہے۔ پس اوصاف کی تبدیلی ان دونوں (بندہ و رب تعالیٰ) کے درمیان قرب کی مناسبت سے ہے اور یوں اللہ جل جلالہ کے حضور میں رسائی حاصل ہوتی ہے تو پھر خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ (اوصاف کی تبدیلی) رازوں میں سے ایک راز کی بات ہے اگر تم جمال حقیقی کے حصول کا شوق رکھتے ہو تو اپنے اوصاف و اخلاق کو بدلنے کی انتہائی کوشش کرو پس شکم سیری کو بھوک، نیند کو شب بیداری، گفتگو کو خاموشی اور غرور و تکبر کو عاجزی و تواضع سے بدل دو اسی طرح دیگر صفات بھی تبدیل کرو اس لئے کہ نہ کھانا، نہ سونا اور نہ بولنا بلکہ

کی صفات ہیں. جبکہ حیوانات کی صفات اس کے بر عکس ہیں اور انسان ان دونوں (ملائکہ و حیوانات) کے درمیان ہے۔

پس انسان حقیقی (کامل) بن جا انسان حیوانی (ناقص) نہ بن اور اسی مقصد کے لیئے مذکورہ سات امور کیساتھ مجاہدے، ریاضت اور اللہ تعالی کے اسم ثالث "ھو" کا ذکر لازمی ٹھہرالے کیونکہ یقیناً اسمائے (مبارکہ) کے لیئے خاصیتیں ہیں جن کا انکار ممکن نہیں پس اسم اول "لا الہ الا اللہ" کی خاصیت یہ ہے کہ سالک جب اس ذکر پر مداومت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جلالہ اس کے سینے میں ایک ملکوتی چراغ روشن کر دیتا ہے جس کی روشنی میں وہ نفس امارہ کی تاریکی اور اس کی تمام برائیوں کو دیکھتا ہے تو مذکورہ سات امور کے ساتھ مجاہدہ کرتے ہوتے اس تاریکی اور ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسم ثانی "اللہ" کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذکر میں مشغول رہنے والا گناہوں کی تاریکیوں سے نکل کر اطاعت الہی کے نور کی طرف آجاتا ہے۔ اسم ثالث "ھو" کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذکر میں ہمہ تن مشغول رہنے والے کے قلب پر ایمان اور رب تعالیٰ کے مقدس عرفانی راستوں کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ نیز وہ دنیا کی حقیر لذتوں سے کنارہ کش ہو کر حیات ابدی (دائمی زندگی) کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور جان لے کہ ان تمام اسمائے مبارکہ کے خواص ذکر جہر مستعدی کے ساتھ بکثرت کرنے اور ذکر خفی ہمیشہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوتے کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں اور ذکر کے آداب یہ ہیں کہ ذکر کرنے والا قبلہ رخ ہو اور اگر ممکن ہو تو ذکر دوزانو ہو کر بیٹھے یا کھڑے ہو کر ذکر کرے نیز قلبی یکسوئی کے ساتھ اپنی سماعت کو ذکر کیطرف متوجہ رکھتے ہوتے ظاہری و باطنی طور پر مطابقت رکھے اور ہمیشہ باوضو رہے۔

پس جب تم ان آداب کو بجا لانے والے اور شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے تھامنے والے ہو جاؤ تو تم اس وقت بھلائی پر ہو۔ پھر کسی قسم کی سستی نہ کرو اور نہ ہی شریعت کے خلاف کوئی کام کرو جب تم پر فتوحات سخت ہو جائیں تو اس وقت یہ تیرے لئے ضروری ہیں اور اگر اس کا عرصہ طویل ہو جائے تو شریعت مطہرہ اور راہ سلوک پر استقامت اختیار کیجئے اور بڑی عظمت کے ساتھ ذکر کیجئے اور ذکر کو اس حال تک پہنچا دیں گویا کہ تو اپنے اعضاء سے مخاطب ہے اس تصور کے ساتھ کہ تیرے وجود میں سوائے

بقیہ صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں

تبصرہ نگار۔۔ سید محمد انور شاہ قادری
لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن
گل بہار پشاور۔

1

عنوان: مضامین میلاد

مرتب : محمد ندیم (ایم اے)

سلسلہ اشاعت نمبر: 1

سن اشاعت : 1994 ۔

ضخامت: 16 صفحات

ناشر: انجمن فلاح عاشقان رسول

ملنے کا پتہ: مدینہ لائبریری 15/A سٹریٹ مین بازار مجاہد آباد مغل پورہ لاہور

اس کتابچے میں محمد ندیم صاحب نے درج ذیل تین تحقیقی مضامین شامل کئے ہیں جو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے جید علماء و فضلاء نے تحریر کئے ہیں۔

پہلا مضمون : مولانا محمد اکرم، "میلاد پاک کی شرعی حیثیت"

دوسرا مضمون : مفتی محمد ضیاء الحبیب صابری، "۱۲ ربیع الاول۔ یوم وفات؟"

تیسرا مضمون: پروفیسر رفیع اللہ شہاب، "تاریخ عالم کا سب سے بڑا دن"

اس کتابچے کا مطالعہ اہل ایمان کے لئے نہایت ضروری ہے تاکہ وہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت وافادیت، عظمت و تقدس اور فیوض و برکات سے آگاہ ہو کر اس میں عملی طور پر حصہ لے سکیں۔
انجمن فلاح عاشقان رسول نے کتابت و طباعت میں نفاست کا بھرپور اہتمام کیا ہے، دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر یہ مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(2) عنوان : تخصصات حضرت مسعود ملت

مرتب : محمد عبدالستار طاہر

سلسلۂ اشاعت : نمبر ۲

سن اشاعت : جون 1994ء

ضخامت : 73 صفحات

ناشر : ادارہ مظہر اسلام 3/64 نئی آبادی مجاہد آباد مغل پورہ لاہور۔

محترم جناب محمد عبدالستار طاہر نقشبندی کو اپنے مرشد ارشد سے جو والہانہ عقیدت و محبت ہے زیر نظر کتاب اسی عشق کی ایک واضح اور روشن مثال ہے جس میں موصوف نے اپنے پیر طریقت، سرمایۂ افتخار اہلسنت معروف ماہر تعلیم اور بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق حضرت علامہ ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد صاحب مظہری نقشبندی مدظلہ العالی کی علمی و تحقیقی خدمات کو نہایت عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔
ڈاکٹر صاحب اس وقت تک مختلف قسم کے تقریباً پچیس (25) علوم و فنون پر خامہ فرسائی کر چکے ہیں لیکن زیر تبصرہ کتاب میں مرتب نے صرف ان چھ موضوعات کو منتخب کیا ہے جن میں ڈاکٹر صاحب کو اختصاص کا درجہ حاصل ہے چنانچہ قرآن حکیم، سیرت پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت مجدد الف ثانی، میر سید علی قادری غمگین دہلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی

مجددی دہلوی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے موضوعات پر متنوع عنوانات مضامین، مقالات، تصنیفات و تالیفات، مقدمات، تقدیمات، پیش لفظ، مکاتیب، پیغامات، تبصرے اور زیر تدوین مسودات کے تحت ڈاکٹر صاحب کی تین سو اکیاسی (381) نگارشات قلمی کا احاطہ کیا گیا ہے نیز ہر عنوان کے ضمن میں آنے والی تمام تحریریں تاریخ وار ترتیب دی گئی ہیں اس طرح یہ ڈاکٹر صاحب کے علمی سفر کا ایک ایسا منتخب اشاریہ تیار ہو گیا ہے جو محققین کے علاوہ تمام علم دوست حضرات کے لئے ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب طاہر صاحب کی یہ خدمت انتہائی لائق تحسین ہے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی دینی و عالمی اور ادبی و تحقیقی خدمات کا ایک ایسا جامع اشاریہ تیار کر سکیں جو جملہ علوم و فنون اور موضوعات و عنوانات پر محیط ہو۔

ادارہ مظہر اسلام لاہور کے اراکین بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس خالصتاً علمی و تحقیقی کاوش کے ظاہری حسن کا خاطر خواہ اہتمام کیا اور خوبصورت ٹائٹل، کمپیوٹر کی نفیس کمپوزنگ اور سفید کاغذ پر اعلیٰ طباعت کی حامل اس پیشکش کو آٹھ روپے کے ڈاک ٹکٹ کے عوض مفت ارسال کر رہے ہیں۔

-•-•-•-•:•-•-•-

بقیہ صفحہ نمبر ۲۹

حق کے کچھ بھی نہیں ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کچھ بھی ہے وہ اس کی صفات و افعال ہیں پس جب تم اپنے نفس کو اسی طرح مکلف (پابند) بنا لے اور اس پر قائم و دائم رہے تو تم پر ایک ایسا حال (کیفیت) طاری ہو گا جو کسی بھی وقت تجھ سے جدا نہ ہو گا اور یہی کیفیت اصل مقصود ہے اور اس صاحب حال سالک کے لئے کوئی بھی شے حق سے حجاب (رکاوٹ) نہیں بنتی اور یہ کمال مشاہدہ ہے۔